اپنی ذمہ داریوں کا احساس

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے کسی شخص نے یزید سے متعلق دریافت کیا کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ اس شخص کے لیے جائز ہے جسے یقین ہو کہ وہ یزید سے بہتر ہو کر مرے گا، سائل نے کہا، یہ مرنے سے پہلے کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا، بس پھر مرنے کے بعد جائز ہو گا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا یزید کی مغفرت ہو گی یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا ''یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرو''۔

خطیب الہند حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا ''مردے سنتے ہیں یا نہیں؟'' حضرت نے سوال کو طرح دے کر ایک اہم ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا ''بھائی! ہماری بات تو زندہ بھی نہیں سنتے تم مردوں کی بات کرتے ہو''۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے اہل صفین کے بارے میں پوچھا گیا، امام نے فرمایا ''ہمارے ہاتھ جب ان کے خون سے محفوظ رہے، ہم اپنی زبانوں کو کیوں ان میں رنگین کریں''۔

دوسروں کو اپنے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا یا ان سے اپنے جائز حقوق کے مطالبات منوانا بلاشبہ درست ہے اور ہر ایک کو اس کا استحقاق حاصل ہے لیکن اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ مطالبہ کرنے والا خود اس پر نظر دوڑائے کہ کیا وہ اپنے ذمہ کے حقوق و واجبات بھی ادا کر رہا ہے؟ وہ صرف مانگنے کے بجائے کچھ دے بھی رہا ہے؟ وہ معاشرے کے بگاڑ کا حصہ بن کر، بگاڑ کی فریاد کر رہا ہے یا عضو صالح بن کر فساد کی طرف متوجہ کر رہا ہے؟ کسی مستشرق نے کہا تھا ''مشرقی رویوں کا المیہ یہ ہے کہ ہر آدمی خود کوتاہی کے جوہڑ میں اتر کر اوروں کو احساس دلاتا ہے اور اپنے بار کو اپنے دوش پر اٹھانے کا بہت کم لوگوں کو احساس ہوتا ہے'' یہ رویہ شریعت کے مزاج کے برعکس ہے، قرآنی تعلیم تو یہ ہے ''مؤمنو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ......'' اس کا حاصل یہی ہے کہ اصلاح کی فکر اور اصلاح کا آغاز خود سے کرنا چاہیے...... مغرب کی دنیوی ترقیوں کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اس نے اسلامی تعلیم کے کئی زریں معاشرتی اصولوں کو اپنایا، اس نے فرد میں ملی اور انفرادی ذمہ داریوں کو اُجاگر کیا، اپنے ملک و ملت کے حوالے سے اس کے احساس کو زندہ کیا اور تربیت کا ایسا نظام وضع کیا جس میں ڈھل کر فرد کے اندر ملک و ملت سے محبت، لینے کے ساتھ ساتھ معاشرے کو کچھ دینے کی فکر، قانون کی پاسداری اور ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دینے کا رویہ پروان چڑھ جاتا ہے۔

جب تک ہم اپنے اندر انفرادی اور ملی ذمہ داریوں کا احساس اُجاگر نہیں کریں گے، ذاتی خواہشات کو قومی مفادات پر قربان نہیں کریں گے، ملک و ملت سے حقوق مانگنے اور وصول کرنے کے ساتھ انھیں ان کے حقوق دینے کی سعی نہیں کریں گے، دوسروں کی اصلاح کے نعروں کے ساتھ، اپنی اصلاح، اپنی کوتاہیوں کی درستگی کی فکر نہیں کریں گے، اس وقت تک نہ ہمارا معاشرہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہم قوموں کی دوڑتی ہوئی زندگی میں بحیثیت ملک و ملت کوئی بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں، ان احساسات کے ساتھ پوری قوم کی تربیت ہو گی تو آگے بڑھنے کی راہیں کھلیں گی۔